

وَسَافَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرہ ۱۲)

پیغامِ مسرت

آثار کی تحفہ دار و نفاذ کی روشنی میں

- 01 جامعہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ
- 02 جامعہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ
- 03 جامعہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ
- 04 جامعہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

تصنیف

محمد ذوالی خان

مدرسہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ
مدرسہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ
مدرسہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ
مدرسہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

شائع کردہ

شعبہ نشریات

جامعہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

کتاب خانہ، جامعہ عربیہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

لاہور ۱۰۰۱۰۲



جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشر و اشاعت (پرنٹ میڈیا) سے
 نسخہ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم کی
 حسب ذیل تصانیف دستیاب ہیں۔

- بدعتوں کے درود کی شرعی حیثیت۔
- پیغام مسرت۔
- احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر۔
- احسن المقال فی رد صیام ستہ شوال۔
- احسن المسائل والفضائل (رمضان شریف کے احکامات)
- علاوہ ازیں دیگر کتب حسب ذیل ہیں۔
- تفسیر حن بصری۔
- علماء حق پر علانے سو کا بہتان منطیم۔
- دعوت فکر و نظر۔
- احسن التحقیقات۔
- فسرۃ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں۔
- صرف سفید عمامہ سنت ہے۔
- غلامان انگریز۔
- النہر الفائق ۲۰ سال سے نایاب ہونے کے بعد منفعہ شہود پر آرہی ہے (زیر طبع)
- رضا خانی مذہب۔
- مبتدعین کے بارے میں دو ٹوک فتویٰ۔
- شیعہ مذہب کے چالیس مسائل۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشر: ۴)

لاؤڈ اسپیکر سے سجدہ تلاوت محلہ والوں اور خواتین پر بغیر علم کے
 واجب نہیں ہوتا۔ فقہاء کرام کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔
 لاءڈ اسپیکر سے متعلق انتظامیہ اور آئمہ کرام کے لئے۔

”پیغام مسرت“

اکابر کی تحقیقات و فتاویٰ کی روشنی میں

- (۱) امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری
- (۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب
- (۳) مفتی اعظم پاکستان مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
- (۴) فقیہ العصر محدث اعظم حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹوکی مفتی اعظم پاکستان

تصنیف

محمد زرولی خان عفا اللہ تعالیٰ عنہ

مؤسس و رئیس الجامعۃ العربیہ احسن العلوم
 و خادوم الحدیث والافتاء و خطیب بالمسجد الجامع الاحسن
 منطبقاً جیش اقبال، رفسر، ۲۰۰۰، کشمیر، پاکستان

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم

تکثیر اقبال بلاک ۲ کراچی، پوسٹ بکس ۱۷۶۵۶

فون: 4818210

نقد العصر، محدث اعظم مفتی پاکستان حضرت مولانا

مفتی ولی حسن صاحبؒ کی تقریظ مبارک


الانتساب

یہ فقیر اس مختصر رسالہ کہ نسبت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ کہ طرف کرتے ہوئے سعادت حاصل کرتا ہے جو شریعت و طریقت کے جامع اور امت محمدیہ علیہ صلاۃ و التسلیم کے اللہ قابوہ قدرستیوں میں سے ہے، جنہ کے علیہ و علیہ کا ناموں پر امت مرحومہ بجا طور پر فخر کر سکتا ہے جیسے ساتھ حقیقت کہ برکت سے ہم جیسے ناکار اولیاء اللہ اور اولیاء دنیا میں فرقہ کرنے کہ توفیق نصیب ہوا ہے۔

شاهان چہ عجب گر بنوازند گدارا



فدوت عظمیٰ حضرت بیگم جاسودہ مصطفیٰ معلوم گشتہ اقبال کو کجی کو فخر نرس دیا وہ بدنام سرت و حسن و زیبائی
مشرقی مشرق کی رعایت ازانی سے ملکہ کہ تمام زمانہ کو کجی کو فخر نرس دیا وہ بدنام سرت و حسن و زیبائی
مشرقی مشرق کی رعایت ازانی سے ملکہ کہ تمام زمانہ کو کجی کو فخر نرس دیا وہ بدنام سرت و حسن و زیبائی


 अध्यक्ष, पंचायत

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت مولانا دہلوی خان صاحب ہتھم جامعہ عربیہ میں معلوم تشریف لائے کہ آپ کا ترجمہ فرماتے ہیں کہ
"پیغامِ مسرت" جس میں ایک شعرِ مسند کی وضاحت لکھی ہے۔ لکھنؤ کے قیام پر مصر کے قاز
کے بعد دیکھا اسٹاء اللہ رسالہ تحریر ہے اور حدیث و فقہ کے ادارے سے مرتب ہے۔
الستغفار! اس رسالہ کو نافع بنائے اور عالمِ اسلام کو اس سے روشنی عطا فرمائے۔ آمین۔

الحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالى وسلامه على نبيه محمد رحمة للعالمین
والی آله وصحابة بحکم المحدثہ والی بنی وبنی محمدیم اقتدار من سائر العالمین الی
یوم الدین۔

اما بعد جن سے حق تعالیٰ شائد نے نوع انسان کو پیدا فرمایا اور
ان کی ہدایت و ارشاد کے لئے حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کو مبعوث
فرمایا ہے اس وقت سے مخلوق کو خالق سے جوڑنے کے لئے اور اس انسان کو فکر
آخرت سے آتش کر کے لئے منصب تبلیغ کو نفع رسائی کا عظیم ذریعہ قرار دے
دیا۔ ہر روز اور ہر زمانے میں حق تعالیٰ شائد کے انبیاء و مرسلین نے اور ان کے
منصبین صالحین نے یہ فرض منصبی نہایت خوش اسلوبی سے ادا فرمایا ہے مگر تمام
انبیاء کے خاتم جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف فرما ہو سکے اور
آپ کو مکمل کائنات کا رسول عظیم اور نبی مکرم بنا کر یہ مقرر فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ
إِنِّي مَرْسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ خَبِيرًا۔ اور جیسا کہ صحیح البخاری اور صحیح المسلمی
حدیث میں آپ نے اپنے ارشادات کے اور حق تعالیٰ شائد کے مخصوص احکامات کو گنتے
ہوئے اس میں بھی ارشاد فرمایا: وَكَانَ النَّبِيُّ يَبْعَثُ إِلَى فَوْقِهِ خَاصَّةً
(لُعَيْنُ إِلَى النَّاسِ) عامۃ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۸) قرآنی آیت اور حدیث صحیح
آپ کے منصب کا، اور اس کے ساتھ آپ کے پیغام کا پورے کائنات کے لئے ام
بنیائیت پر مبنی ہے۔ اللہ جل ذکرہ نے آپ کی دعوت حق کو شرف عظمیٰ دیتے
جوئے فرمایا ہے: مَا آتَيْنَا الرَّسُولَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ مِنَ الرِّبِّ
وَأَنْ لَّكَ لَعْنَةُ عَالٍ وَمَا تَلَّكَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ
الْكَافِرِينَ (الأنعام) اے طرح: اے عَلَنَا جَمْعَهُ وَشَرَّآتَهُ، فَإِذَا أَقْرَأَا:

بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ جو کہ قرآن مجید کا مقدمہ اور تفسیر مفصل
ہے اس لئے اس کے عام کرنے کے لئے حق تعالیٰ شائد نے یہ وعدہ فرمایا تھا: وَرَفَعْنَا
لَكَ ذِكْرَكَ کہ ہم آپ کے ذکر خیر کو اٹھائیں گے۔ ان قصوں قطعہ کے پیش نظر
قرآن پاک کے احکام کو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور پرہیزگار کام کا پورے
کائنات کو پہنچانے کی جو بشارتیں اور وعدے ذکر ہوئے ہیں ان کی روشنی میں اُمتِ حق
کو یہ عظیم رزقینہ سونپا گیا کہ اس امانتِ خداوندی کو ہمہ زندگی اہلیانِ عالم ناسوت
کو پہنچانے کی سعی فرمائیں۔ الحمد للہ اُمتِ محمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حق تعالیٰ شائد
کے دینِ حق کا تبلیغ دائمی بنی ہے اور اس دعوت کے سلسلے میں جو تذکیر و اغتیا لگائیں،
خواہ وہ دین و تدرب میں ہو یا تعلیم و تلقین ہو یا دعوت و تبلیغ ہو، حقیقت نہیں
یہ فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کے استباب ہیں، جو حق تعالیٰ شائد کی رضا جوئی
کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور جو کہ دین کا یہ ستر اُصول ہے کہ مقدمہ اپنے مقصد
کے حکم میں ہوتا ہے۔ اسی لئے دین پہنچانے کے لئے جسے ذرائع مباحہ استعمال کئے جاتے
وہ سب کے سب صرف تمکن ہی نہیں بلکہ ضروریات کا ذریعہ دیکھتے ہیں۔

كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ لَهُ إِطْلَاقُ بِأَهْلُولِ الدِّينِ۔ دعوت جب سب کے
لئے ہو تو راستہ بھی وہی اختیار کیا جاتا ہے جس سے اللہ کی مخلوق مستفید ہو سکے۔
جب دنیا میں ایسا کوئی ذریعہ موجود تھا جو تذکیر و موعظت کو دور تک پہنچا سکے۔
تو حق تعالیٰ جل شانہ نے ہر قدم اور ہر خطہ کے تقاضے کے پیش نظر انبیاء علیہم السلام مبعوث
فرمائے اور ان پیغمبروں کو ایسے کمزرات عطا فرمائے کہ انہوں کی وہ قدر آوار کسی ایک مجلس
مغل یا چند افراد تک محدود نہ رہی، بلکہ بہت دور تک پھیلی دی گئی۔ سیدنا
ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ تاریخ و تفسیر کی کتابوں میں مستند جید کے ساتھ

موجود ہے کہ جب آپ تعمیر خزانہ کعبہ سے فارغ ہوئے، تو حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو حکم دیا کہ کعبہ کی دیواریں چھو کر یا جبل ابی قیس پر سے سری بخون کو حج کی دعوت دیں، حضرت نے فرمایا، یا رب وما یبلغ صوتی، قال اذن وعلی البلاغ اور جب حضرت ابراہیم نے حکم خدا اپنے بساط کے مطابق اوپر چڑھ کر اذان لگائی تو حدیث صحیح میں وارد ہے، فاجابوا لا یتلبیہ فی اصلاہ الرجال وارجاس النساء غور کرنے کا مقام ہے کہ خدائی پیغام کسی خاص مجلس یا افراد تک محدود نہ تھی، بلکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو سنانا ضروری تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اوپر چڑھنا اور کانون میں آنکلیاں بکھولنا آپ کی اس وقت کی کوشش تھی، جو بعد میں آواز دور تک پہنچانے والے آل کے جواز اور ضرورت کی دلیل ہے۔ یہ واقعہ محدث ابن ابی شیبہ، حافظ ابن جریر، اور امام ابن المنذر اور امام بیہقی نے ابن کثیر سے نقل فرمایا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ اعلان فرمایا تھا: لیبلغ الشاہد الغائب، فان الشاہد علی ان یتبلغ من ہو یوحی لہ منہ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۰) مثلاً کہ جو لوگ موجود ہیں وہ ان تک پہنچا دیں جو غیر موجود ہیں کیونکہ بہت ممکن ہے کہ وہ زیادہ یا دیکھنے والے ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسمہ عطا فرمایا تھا کہ آپ کی آواز دور تک پہنچتی تھی، چنانچہ شیخ بلال الدین سیوطی نے اس پر باب قائم کیا ہے "باب الآیۃ صوتہ صلی اللہ علیہ وسلم وجلسہ حیث لا یتلفہ صوت غیبہ" (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۰۰)

امام بیہقی نے آپ کے معجزات میں سے اسے شمار فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

دلائل البیۃ ج ۲ ص ۲۵۹-۲۶۰ علامہ قاری نے سزاۃ شریف مشکوٰۃ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو سزاۃ ج ۲ ص ۱۰۰۔ جو کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو یہ عجز عطا

فرمایا تھا کہ آپ کی آواز دور دور تک پہنچتی تھی جیسا کہ عبداللہ بن رواحہ نے تعبیر فرمایا ہے میں اور ام ہانی نے اپنے گھر بستر پر اور دیگر متعدد صحابہ کرام نے بازاروں میں اور خواتین نے گھروں میں بار بار سنبھلے جن کی تعبیل آنے والی ہے۔ علامہ اسلام نے یہ سبابط سکھائے کہ یہ کام پیغمبر کو بعد از معجزہ آسمان ہوا جو (بشرطیکہ خصوصیات کے قیام میں سے نہ ہو) امت کے ولی کو بعد از وصیت کے اور دیگر لوگوں کو سبب و مآد سے حاصل ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو موافقات شیخ شافعی کی اور فیض الباری شرح بخاری امام احمد بن حنبلہ اور شاہ صاحب کشمیری کی زمانہ حاضر میں لاڈل اسپیکر کا ایجاد ہونا اس قیام میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر استقرار علیہ السلام علماء کرام نے اس کے استعمال کو دین کے لئے جائز اور مطلوب مانا ہے ملاحظہ ہو آثار جدیدہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب اور "ہدایہ النہاد" حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب خان نوئی کی یہ حقیقت مسلم ہے کہ لاڈل اسپیکر کا استعمال زمانہ حاضر میں دین پہنچانے کا بہت ہی موثر اور فائدہ مند ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً پورے عالم میں حتیٰ کہ عرب میں شریعت اور دیگر محکمات اسلام میں مسلمانوں کے ہاں اس کا استعمال عام ہے جس سے احکام دین اور تعلیمات دین کی دور تک پہنچانا کافی آسان ہو چکا ہے اس وقت تقریباً اس مسلمہ پر اجماع امت ہو چکا ہے عرب و عجم کے علماء و سچین، اولیاء ربانین کی تلاوت اور قرأت اذان و تقریر خطبہ نماز و درس اویان، اسکے ذریعے نشر ہوتے رہتے ہیں جس سے اہل ایمان غیب خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس واسطے اس موضوع پر کچھ لکھنے کی ضرورت رہی، مگر ہمیں حیرت ہے کہ زمانہ حاضر میں بعض تقریرات ایسی نغمہ گداز ہیں جن میں لاڈل اسپیکر کے ذریعے تلاوت و قرأت یا اعظا اور بیان کو مسجد یا کسی اور محفل میں باہر والوں کے لئے غیر شرعی اقدام بتایا ہے۔ قصود دین کی روشنی میں یہ نتیجہ یا محض خود ساختہ شاذ و غلط الفاعل ہے۔ بقا صدقوت ناشناختی رہے۔

معلوم ہوئی، اس لئے ہم نے خالصتاً لوجہ اللہ کی ہم امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام کے صحیح موقف کو عامہ مومنین اور خواص دین کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ
کیا ہے۔ امید ہے کہ جن کا مقصد دین ہو اور وہ واقعی اہل حق سے وابستگی رکھتے ہیں
وہ اس مسئلے میں حق سامنے آنے کے بعد باطل پر ڈٹنے کی غصہ نہیں کریں گے اور جو
اہل باطل ہیں، جن کا پر دہ گرام ہی یو سیو سیو فی صمد و الدنیا ہے ان کے
شر اور اقدار سے ہمارے مسلمان بھائی آسانی سے نکل سکیں گے و بواللہ التوفیق
ذیل میں ان لوگوں کے مغالطوں کا خلاصہ عرض کیا جاتا ہے جو لاڈلا سپیکر کی آواز کو
ایک محدود محفل اور تعداد کے علاوہ باہر کے لوگوں کے لئے باعث محنت سمجھتے ہیں۔
(۱) مانگ کی آواز صرف اور صرف محفل ہی میں محدود دہی جائے، جہاں سننے کے
لئے لوگ حاضر ہوں، جیسے کہ باہر دور کی دوکانوں، گھروں اور دوسرے مختلف
مقامات یا مشاغل میں مصروف و بہتلا لوگوں کو، اور مصلین اور مہین کو یا باندوں
کو لاڈلا سپیکر کی آواز سے پریشانی لاحق ہو رہی ہے، آگے ان کے نزدیک لاڈلا سپیکر کی
آواز کا پھرجانا ہی (معاذ اللہ) مسلمانوں کے سکون و راحت میں غلغلہ ڈالنے کا سبب
ہے، خواہ وہ تلاوت قرآن ہو، یا نماز کی قرأت ہو، یا تقریر اور دین کی آواز ہو۔
ذیل میں ہم نے ان تمام وجوہ کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ
اور سلف صالحین کے اعمال کی روشنی میں غلط ثابت کر رہے اور یہ بتا رہے کہ اس بہم
کے شہادت اور وسوس کا دلائل دین کی روشنی میں کوئی وزن و حیثیت نہیں ہے، علماء وقت
کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ تبلیغ دین کے لئے لاڈلا سپیکر کا استعمال دلائل شرعیہ
کی روشنی میں صرف جائز نہیں بلکہ محظوب اور بعض اوقات تقاضہ دین کے
پیش نظر وقت کے اہم ضروریات میں سے ہے، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا
محمد شفیع صاحب دہلوی و تقریریں درج ذیل وغیرہ میں لاڈلا سپیکر کے استعمال

کی ضرورت و مشروعیت پر تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ذرائع عبادت کے متعلق
شرعیات میں بڑی وسعت ہے، ان کا کوئی خاص طریقہ یا خاص وضع لایم و مقرر نہیں
ان میں کئی کئی بھی کوئی جرم نہیں، جبکہ اصل عبادت میں کئی شیئی نہ ہو، اور ان میں ضرورت
زمانہ و اختلاف مقام کی وجہ سے تغیر و تبدل بھی کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ یہ تغیر خود
کسی شرعی حکم کے خلاف نہ ہو، آلات جدیدہ مثلاً جب لاڈلا سپیکر دینی نشر و
اشاعت اور اسلامی احکام و افکار کی تبلیغی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ایک تکن
ذریعہ ثابت ہوا، جیسا کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم و معظوظ الہ تعالیٰ سے واضح
ہوا اور مسجد کے اندر یا موجود افراد کے لئے اس کا استعمال تو سب کے ہاں معمول ہے۔
حالانکہ جب یہ ضرورت بھی بعض اکابر اور اجلہ علماء پر واضح نہ تھی تو لاڈلا سپیکر کے
وجود کو بھی آداب مسجد کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا
اشرف علی تھانویؒ کی ایک سابقہ تحریر ملاحظہ ہو: "کیونکہ اس آلہ (لاڈلا سپیکر) کو مسجد
میں داخل کرنا ہونا، جو کہ اس کے احترام کے خلاف ہے، نیز تشبہ ہے مجالس غیر مشروعہ
کے ساتھ" (ملاحظہ ہو (ایوارڈ النوار) ص ۲۹۳ مطبوعہ

یہ صرف ضرورت واضح نہ ہونے کی وجہ تھی یا اس آلہ کے بارے میں ماہرین دین
کی اطلاعات کی کوتاہی تھی اور حضرت تھانویؒ کی وقت نظر اور تفقہ راسخ ہندستان
کے علماء میں مسئلہ حیثیت رکھتا ہے، اب جبکہ لاڈلا سپیکر کا استعمال تقاضہ وقت
ثابت ہوا اور اس کا استعمال مسجد و خانقاہ وغیرہ میں بھی سدوب و تسنن ٹھہرا تو
اب اس کے استعمال کو باوجود مسلمانوں کی عظیم دینی ضرورتوں کے مسجد کی حد
تک یا صرف محدود سامعین تک مقید سمجھنا دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ کے صریح
خلاف ہے، جو بطور خلاصہ کے حضرت مفتی صاحب کی تحقیق سے واضح ہو رہا ہے اور
پھر تعامل امت کا وجود جن کے تحت تمام دینی تقریرات میں لاڈلا سپیکر کے استعمال

سے صرف پانچ تین دن تھیں، بلکہ دو دو تک مسلمان مستفید ہوتے ہیں۔ صدقہ
مسلمانوں کے لئے، موعظۃ القلوب وغیرہ پورے پورے محلوں میں سستیوں
میں اور شہروں میں سنی گئی ہیں اور آج تک یہی طریقہ ہے بلکہ حضرت مولانا مفتی محمد
شفیع صاحب کی تفسیر معارف القرآن لکھنے کا سبب یہی تھا کہ حضرت مفتی صاحب
کا درس ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے لگا۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب خود فرماتے ہیں
کہ قرآن کی تفسیر لکھنے کا ارادہ نہ تھا مگر میری تقدیر سے اس کے اسباب اس طرح
شروع ہوئے کہ ریڈیو پاکستان سے روزانہ نشر ہونے والے درس قرآن سے متعلق مجھے
سے فراموش کی گئی، مزید فرماتے ہیں کہ پچھراٹھوں نے ایک دوسری تجویز پیش کی، کہ
روزانہ درس کے سلسلے سے الگ ایک ہفتہ واری درس بنام معارف القرآن جاری کیا
جائے جس میں پورے قرآن کی تفسیر پیش نظر نہ ہو بلکہ عام مسلمانوں کی موجود ضرورت
کے پیش نظر خاص خاص آیات کا انتخاب کر کے ان کی تفسیر اور تعلق احکام بیان ہوا
کرے۔ اس طرح اس شرط کے ساتھ منظور کرنا کہ درس کا کوئی معاوضہ نہ لیا جائے گا اور
کسی ایسی پابندی کو بھی قبول نہ کروں گا، جو میرے نزدیک درس قرآن کے مناسب نہ ہو
یہ شرط منظور کر لی گئی، بنام خداوندی یہ درس بنام معارف القرآن ۱۰ سہ ماہی ۱۳۳۷
۲ جولائی ۱۳۳۷ء سے شروع ہوا اور تقریباً گیارہ سال پابندی سے جاری رہا۔

معارف القرآن - ج ۱ - صفحہ ۶۳

ختم کرنے کا مقام ہے کہ لاؤٹا سپیکر کی آواز تو زیادہ سے زیادہ ایک دو
محلوں تک پہنچ سکتی ہے، مگر ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے والا درس تو پورے ملک
عالم میں سناؤ دیتا تھا۔ اہل فکر کے لئے یہ ایک بڑا واقعہ تھے خود عظیم الشان
دلیل ہے کیونکہ اس میں مجلس کی کوئی قید نہیں ہوتی، بلکہ مجلس تو ہوتی نہیں، پھر
(معارف القرآن) یہ کہنا کہ ایک مخصوص مجلس سے آواز کیا جائے۔ خلافت دینی ہے۔ یا

بعضوں کے ہاں یہی نہیں، بلکہ اذیت ہے۔ کس قدر دلیری اور روحِ حلم کے خلاف
جرات و بہادری ہے، چنانچہ حضرت مفتی صاحب اس درس کے سلسلے میں دور دورہ
کے مسلمانوں کے استفادہ اور دینی تفکروں کا ذکر کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں جب
یہ درس نشر ہونا شروع ہوا، تو پاکستان کے سب علاقوں سے اور ان سے زیادہ
غیر ملک، افریقہ، یورپ وغیرہ میں سننے والے مسلمانوں کی طرف سے بے شمار خطوط
ریڈیو پاکستان کو اور خود احقر کو وصول ہوئے، جن سے معلوم ہوا کہ بہت سے دیندار
اور نو تعلیم یافتہ مسلمان اس درس سے بہت شغف رکھتے ہیں افریقہ میں چونکہ یہ
درس آخر شب یا بالکل صبح صادق کے وقت پہنچتا تھا، وہاں کے لوگوں نے اس کو ٹیپ
ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر کے بعد میں سب کو بار بار سنانے کا اہتمام کیا، ملاحظہ ہو

معارف القرآن - ج ۱ - صفحہ ۶۴

ایک اور شب اور اس کی وضاحت، شاید کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ لاؤٹ
اسپیکر اور ریڈیو کے نشر میں فرق ہے، تو اولاً تو یہ عرض ہے کہ محفل اور چار دیواری
کا ختم ہونا دونوں میں قدر مشترک ہے۔ ثانیاً جیسا کہ لاؤٹا سپیکر صرف مسجد سے
باہر کے مسلمانوں تک پہنچ سکتا ہے، اسی طرح ریڈیو کے ذریعے نشر ہونے والا بیان
بھی اسے زیادہ اور دور تک مسلمانوں کو سننا مقصود ہوتا ہے۔ ثالثاً جیسا کہ
لاؤٹا سپیکر کے ذریعے جو تقریر یا درس ہو رہے ہوں، تو اگر کسی عذر کی بنا پر مسلمان
نہ سن سکا ہے تو گھروں کے اندر ہی نہ سن سکتا ہے ہی سہل ہے، جیسا کہ ریڈیو کے ذریعے
یا کم آواز دیکھنا مشاہدہ ہے، رابعاً اگر مسجد یا ایک مخصوص محل سے باہر آواز پہنچانا
ازدے شرع ناجائز ہے تو ریڈیو کے ذریعے پہنچانا کس دلیل سے جائز ہو گا۔ خامساً
اگر قرب و جوار کے باشندوں کے فرضی ایذا کی وجہ سے لاؤٹا سپیکر کی آواز کا پھیلاؤ
ناجائز ہو سکتا ہے تو ریڈیو کے نشر سے میں کئی گنا زیادہ پائی جاتی ہے۔

سایہ سچو جو کہ اصل مقصود ائمہ نہیں، بلکہ عوام اور مسلمانوں کی دینی نفع رسانہ ہے اس واسطے دیگر خدشے ناقابل التفات ہیں، علماء و اصول نے ایک قانون رکھا ہے کہ "قد یحتمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام" (الاستیفاء والنظار) ہذا زمانہ حاضر میں چونکہ ماحول ویسے ہی ہے دینی کی پیٹ میں ہے اور حق و جبریت پر زور شور کے ساتھ مستقام ہے اگر ان دینی آوازوں کو اور پیغام رسانوں کے سلسلوں کو اپنی طبعی کمزوریوں کو یا مقاصد دین نہ سمجھنے کی وجہ سے ناجائز کہا جائے تو اس سے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے نقصان ہو جانے کا احتمال جو قریب یقین ہے ہو سکتا ہے اس لئے اگر غیر ارادی و اختیار کی طور پر کہیں ایسا خدشہ پیدا بھی ہو سکا تو وہ معاف ہے، حافظ ابن نجیم نے "الاستیفاء والنظار" میں فقہاء دین کا ایک ضابطہ لکھا ہے کہ الامور بقاصد ہا اور چونکہ مقصد یہاں خالص دینی اور دینی کے خداوندی ہے، اسی لئے کوئی خلاف شرع حکم قائم نہیں ہو سکتا، اس کی سینکڑوں مثالیں فقہ اور اصول میں موجود ہیں، یہ ہم نے صرف دفع شبہ کے لئے عرض کر دیا، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو دریں قرآن یا تلاوت قرآن سے بھی بھی اذیت نہیں ہو سکتی، حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے وَمَنْزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا" (البقرہ) جس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے تلاوت قرآن شفا اور رحمت ہے، البتہ ظالموں کا اس سے نقصان ہونا، ان کو اذیت پہنچنا، یہ یقینی امر ہے، صحیح البخاری وغیرہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی نماز اہل مسجد و گداز کے ساتھ تلاوت کا تذکرہ ہے کہ مشرکین نے یہ شکایت کی تھی کہ یہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کرتا ہے لیکن یہ آواز سے نہ پڑے کیونکہ اس کی آواز سے ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہوتے ہیں جس سے ہمیں ایذا ہوتا ہے، صحیح البخاری کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "فكأن أبو بكر وجهًا بكاء"۔

فليعبد ربه في دأبه قليلاً قبل فيهما وليقرر أمانتهما ولا يؤذي من
بدل أياك ولا يستغلن به ذاتاً تخشى أن يعقبن لنا نارا أبنا عزك
(صحیح البخاری ج ۱۔ صفحہ آخری دو سطریں) یعنی مشرکین نے صدیق اکبرؓ کے مزار پر
ابن دغنه سے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ کو کہیے کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر پر کرے
اس میں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے اور ہم کو ایذا نہ دے اور نہ اس کا اعلان کرے
کیونکہ آواز کے باہر جانے سے ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہوتے ہیں جو ہمارے
لئے فتنے اور ایذا کی بات ہے یہاں چند باتیں سمجھنے کی ہیں۔

(۱) یہ پابندی لگانا کہ صرف آواز محمد کے اندر ہی ہے قطعاً غیر اسلامی ہے اور
سب سے پہلے یہ مشرکین نے مسلمانوں پر عائد کرنا چاہا تھا۔

(۲) آواز دین کو صرف ایک مجلس تک محدود نہ سمجھنا، اور اس کا باہر تک پھیلاؤ
حضرت صدیق اکبرؓ کی سنت ہے۔

(۳) تلاوت قرآن اور دین یا بیان سے ایذا غیر مسلموں کو پہنچتی تھی جیسا کہ مشرکین
نے شکایت کی۔

(۴) دینی عشق جب اخلاص کے ساتھ ہوتا آواز دوسروں تک پہنچنا تبلیغ دین کا
عظیم ذریعہ ہے، صحیح بخاری کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "فكان أبو بكر وجهًا بكاء
ولا يعلك عينيه إذا قراء القرآن"۔

(۵) دین حب اخلاص اور عشق محبت کے ساتھ بیان ہو رہا ہو، تو کچھ لوگوں کو اذیت
ہونا ایک فطری امر ہے۔ بخاری کا لفظ دال ہے: "فأخرج ذلك اشراؤف"۔

تدريس من المشركين، بخاری ج ۱۔ صفحہ ۶۸-۶۹

(۶) صدیق اکبرؓ اپنے گھر پر مسجد بنا چکے تھے، امام بخاریؒ نے اس پر باب باندھا
ہے: باب المسجد يكون في الطريق من غير ضرر بالناس فيه ج ۱۔ صفحہ ۷۰

شہید اولابی بکروفا بقی مسجد البقاء دارم۔ بخاری ج ۱ ص ۵۵۳
حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنی مسجد میں نماز اور قرأت فرماتے تھے، آپ کا اللہ اعظم کا
کا ہرگز نہ تھا۔ امام بخاری نے من غیر ضرر الناس سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اذیت
کا اتہام مشرکین کی طرف سے ناجائز تھا۔

(۷) وہ لوگ چونکہ اہل زبان تھے، اس لئے صدیق اکبرؓ کی انصاف اور تلاوت دینی
اور عظمت کا کام کرتی تھی۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں۔ لادہ تصد
تبلیغ کتاب اللہ و اظہارہ مع الخوف علی نفسہ "عبد القادر
شرح بخاری ج ۲ ص ۲۵۵ جز ۳۔

(۸) حافظ بدر العینیؒ کی تحقیق کے مطابق صدیق اکبرؓ کا ارادہ کتاب اللہ کی تبلیغ کا تھا
اور حضرت جان کی پرواہ کئے بغیر یہ قربانی دیتے تھے۔

(۹) جب ارادہ تبلیغ دین کا ہوا تو اس کے نتیجے میں من لوگوں کا باطل کو تلبہ وہ
اپنے لئے ایسا رکھتے ہیں۔

(۱۰) تفسیر وحدیت کی حدیث کی تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جس میں مسلمانوں
نے تلاوت قرآن یا درس و وعظ سے ایذا کی شکایت کی ہو۔

ثلاث عشرة کا صلہ

۱۔ مذکی پیش تو کفتم علم دل ترسیدن کہ دل آزرده شوی و در سخن میل است
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خطبے (جو کہ تقاریر اور درس ہوتے
تھے) صحابہ کرام گھروں میں، بازاروں میں اور دروازے کے قیلولوں میں سنتے تھے۔

صحاح میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ کے خطبے کے بارے
میں ہے کہ جب آپ خطبہ دیتے تھے تو آواز بہت اونچی ہو جاتی تھی اور مزارعہ

(۱) میں غصہ سا پیدا ہو جاتا تھا۔ صحیح مسلم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

(كان رسول الله عليه وسلم اذا خطب احدى عيانه وعاد
صوته واشتد غضبه حتى يصح مسلم ج ۱ ص ۱۲۵)

(۲) مستدرک علی الصیحین میں ہے (حتى لو ان رجلاً كان بالسوق
تسمعه مستدرک ج ۱ ص ۱۲۵ خطبہ کے دوران جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی آواز اتنی اونچی ہو جاتی تھی کہ مسجد سے باہر بازاروں میں بھی سنی جا سکتی تھی
(۳) امام بخاری نے اس پر باب باندھا ہے "باب من رفع صوته بالعلم
بخاری ج ۱ ص ۱۲۵ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی تشریح کرتے ہوئے
حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: (وانما يستمالا لاسند لال بذال حيث تدعو
الحاجة اليه بعد او كثرة جمع او غير ذالك ويعلق بذال ما
اذا كان في موعظة) فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۲ یعنی اگر ضرورت ہو جیسے دور
والوں کو سنا، ہوا جمع کثیر ہو، خاص کر وعظ وغیرہ میں آواز دروزک چمپانا
چاہیے، امام احمد کی سند ہے۔

(۴) حدیث ثعلب اللہ حدیثی ابی قال ثنا عبد الرزاق نا اسحق
عن سمات بن حرب انه سمع عن نفعان بن بشير يقول قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان ذكركم النار ان ذكركم النار حتى لو كان حول
كل من في الرق سمعه وسمع اهل السوق صوته وهو على الميت
مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۵ فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۲

(۵) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور آپ کا خطبہ صحابہ کرام دور
دور کے بازاروں میں سنتے تھے مزید تفصیل کے لئے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۵۸
حدیث نمبر ۱۵۹۸۳ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۵۲ (۶) عن عائشة ان رسولاً

عليه وسلم جليسه على استهويه يوم الجمعة فقال: اجلسوا فجمع عليه
من روضته ما لا يدخل الله صلى الله عليه وسلم اجلسوا فجلس في روضته
ولما انقضى الصلاة بقي ج ٤٠٠

(۸) ان عبد اللہ بن رواحہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا کہ وہ بیٹھ کر دعا پڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا دعا ہے؟ فرمایا: یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری قوم کو عافیت عظمیٰ عطا فرمائے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا دعا ہے؟ فرمایا: یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری قوم کو عافیت عظمیٰ عطا فرمائے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا دعا ہے؟ فرمایا: یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری قوم کو عافیت عظمیٰ عطا فرمائے۔

(۹) جناب نذکریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ہی آپ کی تقریر پر جو انشاء کی کیفیت نکالتا، خطبہ کا حال کا نام ہے، غلو بہ الناس (مستند روایت ہے)۔

سید معلوم ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر میں ایک بھی حضرات صحابہ مسجد نبوی سے باہر تشریف لے گئے تھے، جناب نذکریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد نے معاف شد میں ہیں۔

افراد نہیں سمجھا بلکہ جس کو وہ جہان تک اس میں عمل فرمایا۔

(۱۰) التورج البیهقی و توفیہم بعین البیوات۔ قالہ فخلینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃً، سمیع الموائق فی حد درہن۔ حضرت بڑا فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تخلص دیا اور اس کی اونچی آواز سے کہہ کر وہ فتنہاں ہمہ تن سے اپنے اپنے گھروں میں ہٹا دیے۔ ج۔ ۱۔ ص ۱۰۔ ولای الفترۃ۔ ج۔ ۶۔ ص ۴۲

(۱۱) وَأَخْرَجَ الْيُونَنِيمَ عَنْ بَرْيَدِهِ^۱ - قَالَ الْبَيْهَقِيُّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِيْماً
شَرَّ الْفُتُلِ فَنَادَى بِصَوْتٍ أَسْمَعَ الصَّوْتَيْنِ فِي أَجْوَافِ الْخَمْدِ وَرِجْعَا شَيْنِ كَرِيْهٍِّ مَلَأَ

(۱۲) حضرت یسیدؑ فرماتے ہیں کہ بغائب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کے بعد اسی بلند آواز سے یہ بیان فرمایا کہ میری نشین عورتوں کو گھر میں سے بھی سنا دی۔

(۱۳) واخروج ابو نعیم عن ابی ہریرۃ۔ قال خرج علينا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاجرة العلیاء فخطبنا بصوت یسمع الموائی فی الحدیثون مضامین کبریٰ ج ۱ ص ۱۰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہابیہ علیہم السلام کے وقت تقریر فرمائی جیسے خواتین نے گھروں میں سنا۔

(۳) محدث ابن سعد اور امام ابو یوسف نے حضرت عبدالرحمن بن معاذ ثقی سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منی میں یہیں خطبہ دیا جسے خدا کے فضائل و کرم سے پہلے دینے اپنے غیوروں میں سنا۔ ملاحظہ ہو۔ خصائص کبریٰ ج. ۱۔ ص ۶۷۔

ان متعدد احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ سے یہ بات واضح ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اربعین تقریرِ اربعین مسجد نبویؐ تک محدود نہ تھے۔ مصنف کرام کا منہ از بیان مسجود ہے کہ وہ مسجد نبویؐ کے باہر، بازاروں میں اور خانقاہوں پہلے اپنے غمزداریاں سنتی تھیں، سو یہ کہنا کہ تقریرِ اربعین و بیان کی آواز مسجد تک محدود رکھی جائے سراسر نادقیقت پر مبنی ہے جو علمِ عرفان کی روشنی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جناب بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کی تلاوت و قرأت کی آواز بھی مسجد تک محدود نہ تھی بلکہ محبتِ بزرگسی جی جاتی تھی۔

(۱) حضرت ام ہانیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر میں بستر پر دیکھا جب نبی کریم ﷺ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: "اللہ علی عیسیٰ وعلیٰ جعفرتہ امی انی ارق بہی کہ میں اپنے گھر میں بستر پر دیکھا جب نبی کریم ﷺ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: "اللہ علی عیسیٰ وعلیٰ جعفرتہ امی انی ارق بہی۔"

١٠- ترجمه هانی: «فالت کما تسمع قرأت رسول الله صلى الله عليه وسلم في

حجوت الخلیل عند الکعبۃ واثنا عشر شیخاً۔

۱۴) ہاشمی خوافی ہیں کہ ہم حضرت علیؑ علیہ السلام کے کعبہ شریف کے سامنے رات کی اندھیری کی قرأت گھروں میں سنتے تھے۔ دلائل النبوة طبعی ج ۱ ص ۲۵۷
۱۵) شیخ جلال الدین سیوطی نے سنن ابن ماجہ کا حوالہ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔
خصائص ج ۱ ص ۲۱۲

العشرین، البیت الذی یستظل بہ بحیث الجیظ ص ۵۹
(۱۶) امام عبدالرزاق نے حضرت عمرؓ کا معمول بھی نقل فرمایا ہے۔

عبد الرزاق عن عبد الله بن عمر بن الخطاب عن مالك بن انس عن ابيه قال كانت تسبح قنوت عمر في صلاة الصبح من دار سعد بن ابی وقاص عن مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۲۸۵ حدیث نمبر ۳۸۵۹۔ حضرت عمرؓ کی نماز فجر کی قرأت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے گھر کے پاس سنتی جاتی تھی، اور یہ واضح ہے کہ حضرت بن ابی وقاصؓ کا گھر سجدہ نبوی سے باہر تھا۔

(۱۷) عبد الرزاق عن مالک عن عبد الله بن سفيان عن مالك بن انس عن ابيه قال كانت قنوت عمر تسبح من البلاد بمصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۸۵ حدیث نمبر ۳۸۵۹۔ حضرت عمرؓ کی قرأت باہر میدانوں اور گھروں میں بھی جاتی تھی۔

البلاد الارض المستویة الملاء وصفائح الحجارة التي تقرش في الدار وغيرها، وكل أرض قرشت بالحجارة وبالاختر محیط الجیظ مست۔ بلاد طبرستان میں لغات الحدیث کے امام حافظ ابن اثیرؒ فرماتے ہیں۔ سلاط من الحجارة تقرش ببلاد ارض شمر من المکان ببلاد انطاکیا، وهو موضع معروف بالمدینة۔ نہایت ابن اثیر ج ۱ ص ۲۸۵

معلوم ہو کہ بلاد نامی کوئی جگہ تھی مدینہ منورہ میں، اور بسبب خفوت عمرؓ مسجد میں

میں فجر کی نماز پڑھاتے تو صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی قرأت کے آواز وہاں تک پہنچتی تھی۔ سو معلوم ہوا کہ درس و تقریم کے علاوہ نماز کی قرأت کی آواز بھی مسجد سے باہر سنتا ہوا اور حضرات صحابہ کا اتفاق عمل سے اور اسے علت اقامہ سمجھنا اجازت اور حرام ہے بلکہ حضرات صحابہؓ کے دین اور عمل پر ایک قسم کا حملہ ہے جس کے برے نتیجے سے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔

ایک اشکال اور اس کا تذویہ

کہیں سے یہ غلط فہمی نہ پیدا ہو جائے کہ یہ حضرت علیؑ علیہ السلام کا معجزہ تھا یا حضرت فاطمہؑ کی کرامت تھی کیونکہ معجزہ اور کرامت آیات و بینات اور دلائل دین ہیں جبکہ قصوں و مجسمے ثابت ہوں اور وجہ تفضیل نہ ہو۔ اسکا تذویہ امام العصرؒ ایشی اور فیض البدایٰ شرح بخاری، پناخہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا اورین صاحب کاندھلویؒ فرماتے ہیں، اور حق یہ ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات شمار سے تہا نہ ہیں اور اس لئے آپؐ کا ہر قول اور فعل اور ہر حال عجیب و غریب معالجہ اور اسرار و حکم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے خارق العادہ ہے اور معجزہ ہے ملاحظہ ہو سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ ص ۲۸۵ بلکہ یہ جواز کہ مزید تقویت ہے کیونکہ جس چیز کو حق تعالیٰ شائد نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت بنا دیں، اس میں لغو اور فیض ہوتا ہے، مسلمانوں کے لئے اس میں اذیت کا ادنیٰ احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ معجزہ معجزہ اور کرامت کرامت نہ دی، حق تعالیٰ شائد کا ارشاد ہے:

واذا ما اتولت سورة فمنهم من يقول انكم فلا تدعون هذا نبأنا
فاما الذين آمنوا فزادتهم ايماناً وهم يستبشرون واما الذين
في قلوبهم مرض فزادتهم رجساً الى رجسهم واما اتوا هم كفرون
التوبة آیتہ ۱۲۳، ۱۲۵۔

اور جب نازل ہوتی ہے کوئی سورہ تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کا تم
میں سے زیادہ کر دیا اس سورہ نے ایمان، سو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا
زیادہ کر دیا اس سورہ نے ایمان اور وہ خوش وقت مروتے ہیں اور جن کے دل
میں مرض ہے سوان کیلئے بڑھا دی گندگی پر گندگی اور وہ مرنے تک کافی ہے۔
تلاوت قرآن کی آواز کا خواہ نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ ہو
مسجد سے باہر پہنچنا کسی فوائد و مصلحت پر مشتمل ہے۔
حضرت جیسریں رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مسلمان ہونے سے پہلے ایک مرتبہ مدینہ طیبہ
اس لئے آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدھ کے قیدیوں سے متعلق گفتگو کروں
میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سرور طور پڑھ رہے تھے
اور آذان مسجد سے باہر تک پہنچ رہی تھی، جب یہ آیت پڑھی (انشاء اب ربط
لواقع امالہ من مانع) اچانک میری یہ حالت ہوئی تو ایسا ردی خوف سے پھٹ
جایا کیا میں نے فوراً اسلام قبول کیا، مجھے اس وقت یہ محسوس ہو رہا تھا کہ میں اس جنگ
سے ہٹ نہیں سکوں گا کہ مجھ پر عذاب آجائے گا، فرمائی معارف القرآن ج ۸ صفحہ ۱۸
تفسیر کشاف ج ۴ صفحہ ۲۵۰ تفسیر خازن ج ۳ صفحہ ۲۷۱ تفسیر الزمخشري ج ۶ صفحہ ۱۸
تفسیر روح المعانی ج ۱ صفحہ ۱۸۰ ان تفاسیر میں یہ امر ثابت ہے کہ سورہ بقرہ من
المحمدیہ مصنفہ حضرت پیغمبر ﷺ کے حضور تک تلاوت نہ کی کہ جسے نبیوں سے باہر
نبی اور ان کی بات سے وہ ایمان سے شرف ہوتا ہے اور یہاں یہ بھی ثابت
ہے کہ اگر آپ ﷺ نے انبیاء میں جو انوسلوں کے یوں ہیں اس وقت میں حیات
کی آواز آواہ نماز میں پڑھ چکا ہو یا نماز کے بعد اس وقت مسلموں کو بخشنے
اجازت سے جو ارادہ سے خود بخود

جہاں ایک صحرا پر ہے، اس پر دیکھے اور حیران رہے اور مگر جو کہ ایک عجیب و غریب

امام ترمذی نے باب باندھ لیا۔ باب حلقہ فی القراءات باللسان۔
عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یجوز لکم ان
یلک و انت تقر و انت تخفص من صوتک، فقال انی اسمعت من
ناجیت، قال، ارفع قليلا، قال نعم و یلک و انت ترفع صوتک۔
فقال انی و کلف اللسان و الحرف الشیطان، قال اخفص قليلا ترمذی رحمہ اللہ۔
بناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ رات کو حضرات سے پڑھنے کے سوا لہ شب ملا حشر
فرمایا۔ حضرت سیدنا اکبرؓ کو دیکھا کہ وہ بہت ہی خاموشی کے ساتھ قرات نماز میں
مشغول ہیں، حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اونچی آواز سے تلاوت فرما رہے ہیں، بعد میں
صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ آپ اتنا آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے، فرمایا کہ جس سے مرگوشی
کر رہا تھا، وہ خوب سن رہے تھے فرمایا کہ تہ سے اونچی پڑھا کریں۔

اور حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ آپ اتنی بلند آواز سے کچھ کہتے ہیں، فرمایا کہ اگر سوئے ہوئے لوگوں کو جگانا اور شیطانوں کو بھگانا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدسے اعتدال کی تلقین فرمائی، مگر سوئے ہوئے کو جگانے کی مصلحت اور شیطان کے بھگانے کی حکمت آپ نے اپنے حال پر مقرر فرمایا جو اس بات کی واضح دلیل یہ کہ وحی سے اور تعامل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر مسجد سے تلاوت غلام نماز میں کیوں نہ ہو، ان مصاحبتوں کیلئے ہو یا اور کچھ فوائد پرین پیش نظر ہوں، تو بلند آواز سے تلاوت جائز اور منفعت پر مبنی ہے۔ اس میں ایذا کا احتمال پیدا کرنا از مدئے وحی و تعامل صحابہؓ ناجائز ہے، یہ واقعہ ترک - ج - نہ جیتے معارف السنن - ج - ۳ - ۳۵ پر اور دیگر احادیث کے متداول، مفسر کتب میں موجود ہے، چنانچہ فقہار کرام نے ایک قانون لکھا ہے کہ رمضان میں اگر کوئی ذکر یا تسبیح (تلاوت) بلند آواز سے ہو، جس سے اور لوگوں کے اشتغال میں خلل آسکے،

ہو، تو درست نہیں، الا اذا كان الغرض منها ايقاظ الناس في رمضان
 (یعنی فی خالفت منہما لہم) لیکن اگر غرض سوئے ہوئے لوگوں کو بھری یا تہجد
 کے لئے جگانا ہو تو بالکل جائز ہے کیونکہ یہ لوگوں کے نائے کی بہت ہے، ملاحظہ
 ہو کتاب الفقہ علی المذاہب اللاربہ - ج ۱ - ص ۲۲

نقد کے اس قانون سے معلوم ہوا کہ بعض جزئیات جو ایسے ہیں کہ جن میں یا نہیں
 یا مصلحت کے احراز کے وجہ سے منع نکھلے، وہ کسی غرض میں نہ ہونے کے لئے جو کثرت
 ہو، یہی وجہ ہے کہ اس میں اوقات کا بڑا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اگر وقت ایسا ہے کہ
 لوگوں کا آرام ضروری ہے اور ان کے شروع اس وقت مسلمانوں کا جائگنا یا جگانا
 مطلوب نہیں تو ایسے وقت میں بلکہ آواز سے بدترین لاکھ اسبیکر تلاوت یا بیان
 ناجائز ہو گا۔ لیکن یہ طریقہ سوائے اہل بدعت غلاۃ کے اور کسی کے ہاں نہیں چاہئے
 ”ہندیہ“ میں ہے: ”لو تراء علی السطح فی البین جھویا شہ کذا فی
 الخراب“ ”ہندیہ“ - ۵۰۵ - مشابہ یہی وجہ ہے کہ مساجد میں تلاوت اکثر
 ان اوقات میں ہوا کرتی ہے جو لوگوں کے سننے کے ہوتے ہیں، مثلاً نماز تراویح میں
 یا نماز جمعہ اور عید کے موقع پر یا اور کسی قریب اور جملے کے آغاز میں جس سے
 مقصد ترغیب اور دعوت دین ہوتی ہے۔ مسلمان ایسے موقعوں پر دل توڑ
 سے سننا چاہتے ہیں، صرف اس احتمال سے منع کرنا کہ ہو سکتا ہے کسی کو ایذا ہوئی
 ہو مگر نہیں ہے۔ ”ہندیہ“ میں ہے۔ اذا اراد ان یقرأ القرآن ویخاف ان یخل
 علیہ الریاء لا یؤثر القرات لاجل ذالک کذا فی المحيط
 ”ہندیہ“ - ۵۰۵ - مشابہ یعنی صرف اس احتمال سے قرآن مجید
 کی تلاوت ترک کرنا کہ مجھ میں اس سے ریا پیدا ہوتی ہے درست نہیں ہے وہی وجہ
 ہے کہ اگرچہ فقر حنفی کا قانون یہ ہے کہ ذکر اور دعا وغیرہ آہستہ ہونا چاہیے اکل

فی الاذکار والدعاء هو الاخفاء قاضی خان علی الہندیدہ - ج ۱ - ص ۲۴

لیکن قرآن مجید کی تلاوت کو پھر سے انعتل کا حکم ہے۔ الا فضل فی قرات القرآن خارج
 التسلوۃ الجہر ہندیہ - ج ۵ - ص ۱۱۱ - باقی یہ شب کہ غارت از مسجد لوگ اپنے کاموں
 میں مشغول ہوتے ہیں جن کے لئے سنت و شمار ہوتا ہے تو ایسے لوگ اور وہی فقہ
 معاف اور معذور ہیں، ہندیہ میں ہے ”صبی یقرأ فی البیت وأہلہ
 مشغولون یا لعل یعدون فی ترک الاستماع ان افتتحو العمل
 قبل القرائت والا فلا“ ”ہندیہ“ - ج ۵ - ص ۱۱۱

ہمارے گذشتہ گفتگو سے یہ ثابت ہوا کہ درس و تفریح کے علاوہ تلاوت
 اور قرات کی آواز مسجد سے باہر ملنے والوں تک پہنچنا ناجائز نہیں ہے صلی اللہ علیہ وسلم
 اور حضرات صحابہ کے احوال سے ثابت ہے اور دینی مقصد خواہ وہ دعوت و تبلیغ
 کے علاوہ اصلاح اور ترغیب کیوں نہ ہو کہ خاطر اس امر کا تقاضا دین ہونا
 فقہ کرام کے مسلم قوانین سے ثابت ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور قاضی خاں
 وغیرہ کے جزئیات سے معلوم ہوا، لیکن ہم اس کے قائل ہیں کہ قرات کے وقت بے
 وقت لاؤڑا پسیر کر کے ذریعے بغیر کسی مقصد اور مصلحت کے بلند آواز سے تلاوت
 وغیرہ گھنٹوں جاری رکھی جائے کیونکہ ایسا کرنا روایت اور روایت کی روشنی میں
 ناجائز معلوم ہوتا ہے۔ وضاحت کے لئے فقہ کا یہ جزیہ ملاحظہ ہو: لا یقر الجہر
 عند المشتغلین بالاعمال - ”ہندیہ“ - ج ۵ - ص ۱۱۱ - اعتدال بہ
 اتت کی امتیاز کی شان ہے ارباب فکر و نظر قرآن مجید کی آیت (وکل الذلیل
 جعلتکم امۃ وسطا) الایہ سے یہی استنباط فرما چکے ہیں جیسا کہ اہل علم
 پر واضح ہے فقہ کرام نے یہ بھی نکھلے کہ اگر کسی ضروری شغل میں ہوں جس کی
 آیت دین کی روشنی میں ثابت ہو چکی ہو ایسے موقعوں پر آواز پیچھے کے باوجود

نہ سنتے والے معاف ہیں۔ عالمگیری میں ہے: مدد رسہ یعدوس فی الیوم
وفیہ مقروء یشترأ القرآن یکمشت لو سکت عن درسه لیسمع القرآن یعدز فی درسه
عالمگیری ج ۵۔ ص ۳۰۰ چونکہ دریں اوقات قیام وین کا نفرین تلاوت سے اہم
ہونا معمول و ریت سے ثابت ہے۔ حکمی عن ابی مطیع۔ انہ قال انظر فی
کتب اصحابنا من غیر سماع افضل من قیام لیلۃ کذا فی الخلاصہ
فتاویٰ عالمگیری ج ۵۔ ص ۳۱۰ جن کا حاصل یہ ہے کہ کتب فقہ کا
سرسری مطالعہ بھی پوری رات کی نفل عبادت سے افضل ہے چنانچہ خود
عالمگیری میں ہے: ویکرم من الفقہ وغیرہ یقرأ القرآن لایلزمہ
الاستماع قال الویری فی المسجد عظة وقرأت القرآن خالا سماع الی
العظة اوی۔ کذا فی القنیہ ہند یہ ج ۵۔ ص ۳۱۰

تلاوت قرآن کی صورت میں سنتے والوں کے لئے سجدہ تلاوت کا حکم

قرآن مجید کی وہ چودہ آیات جن کے پڑھنے سے اور سنتے سے سجدہ تلاوت
واجب ہوتا ہے، اول تو ایسے مقامات پر جہاں از روئے شرع ہر ضروری نہ پڑھتا
پڑھنا چاہیے، جیسا کہ فقہا کرام نے لکھا ہے اور یہی اصل ہے۔

ہند میں ہے۔ القاری اذا کان عندہ قوم ان کانوا متاہلین لیسجدوا
ولیع فی ظہرہ انہ لا یشت علیہم اداء السجدة، ینبغی ان یقرأ جہراً
وان کانوا احدثین او یظن انہم یمسحون ولا یسجدون اول یشت علیہم
اداء السجدة ینبغی ان یقوا فی نفسہ سواکان فی الصلوة او خارج
الصلوة۔ کذا فی الخلاصہ۔ ہندیہ ج ۱۔ ص ۱۲۵ اور حجب جہراً پڑھ
لیا گیا تو سنتے والوں کو اظہار دینا ضروری ہے چنانچہ یہی عنوان ہے کہ پڑھتے والے
شرعاً میں یا بعد میں اعلان کرتا ہے اور مسلمانوں کو معلوم ہوجانے کے بعد سجدہ

تلاوت کرنا ضروری بنتا ہے۔ اگر اعلان اور علم کے باوجود بھی کوئی سجدہ تلاوت
نہ کرے تو پڑھنے والے پر ہی الزم ہے جیسا کہ مسلمانوں کو معلوم ہے کہ نمازیں فرض
ہیں۔ اب اگر کوئی نہ پڑھے تو یہ گناہ اس کا اپنا ہے، اور اگر سنتے والے کو علم نہ ہو سکا
تو خیر معلوم ہونے تک بالاتفاق عذر شرعی ہے۔ تلاوت عالمگیری میں ہے: ولو قدر
بالعجیبہ یلزمہ مطلقاً، تکن یعدز بان تاخیر ما لیس یلزمہ ہند یہ ج ۵۔ ص ۳۱۰

سجدہ تلاوت کے بقیہ احکام و مسائل

لاؤر سپیکر کے ذریعہ اگر اہل محلہ آیات سجدہ نہیں مگر جب تک ان
کو معلوم نہ ہو چلے، خواہ کسی کے بتانے سے کیوں نہ ہو کیونکہ سبب وجوب گو
اصل تلاوت یا سماعت ہے، مگر تحقیق نے عجیوں کے لئے علم کی شرط بھی لکھی
ہے، یعنی یہ جاننا کہ اس وقت جن آیات کی تلاوت مجھے سننا نصیب ہوا۔ وہ آیات
سجدہ ہیں، اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکا تو سرے سے سجدہ واجب ہی نہ ہوا چنانچہ
جامع الرموز میں ہے۔ (والمتبادر) نہا لا یجب الا اذا علم انہا آیتہ
السجدة ولو بالاختیار جامع الرموز ج ۱۔ ص ۱۰۰۔ الباب فی شرح الکتاب
ج ۱۔ ص ۱۰۰۔ فخطوطی شافعیہ مرقا ص ۱۰۰۔ فتح القدیر شرح ہلال میں ہے
"لکن لا یجب علی الذمعی ما لم یعلم" فتح القدیر ص ۱۰۰۔ ص ۱۰۰
رد المحتار ج ۱۔ ص ۱۰۰، علی کیر میں ہے وان لم یفہمہا من العجم اذا

اخذہا اجماعاً۔ حنفی کیر شرح منبہ ص ۱۰۰

ایک ضروری تنبیہ

یہ عنوان قائم کرنا کہ "لاؤر سپیکر سے سجدہ تلاوت تمام محلہ والوں پر اور
خواتین پر واجب کرنے کے وبال سے نجات حاصل کریں" باعث افسوس ہے کیونکہ
سجدہ تلاوت کا واجب ہونا وبال ہرگز نہیں، قرآن مجید کی آیت پر ضرور تکیہ سے
ہیں مخطوہ ابن عسکری پر واضح ہوتا ہے: واول الذین اذا ذکر واجبات رپسہ

لہذا یہ ضرور اعلیٰ خاصاً و عموماً ان فرقہ آفہ ۲ کیونکہ سجدہ تلاوت کا واجب ہونا وبال ہرگز نہیں۔ وبال واجب سجدہ کا ترک ہے امید ہے اگر خدا اور خداوند کا وٹ نہ دے تو عنوان پر پوتے مسئلہ کی طرح نظر ثانی کرنے کا موقع فیض بروجہ تقبیہ نمائے سجدہ تلاوت کا واجب ہونا اور نہ واجب کرنا وبال دین ہے اگر ایسی بات ہوتی تو فقہاء کرام سجدہ تلاوت کے بحث میں لکھ دیتے کہ خبر نہ کہ ادنیٰ آواز تلاوت سے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ واجب ہوا تو یہ وبال کا باعث ہے اور چونکہ اب کوئی جزئیہ الشارح العزیز متون سے لے کر شروع تک اور حواشی و ہوازی سے لے کر تاویل تک کہیں نہیں ہے اس لئے اور عنوان کا غلط ہونا اظہر من الشمس ہے۔

آداب تلاوت قرآن کریم اور ایک مشہور شبہ

بعض حضرات کو یہ شبہ بھی رہا ہے کہ اگر لاؤ ڈاسپیکر کے ذریعے تلاوت قرآن یا قرأت کی آواز باہر کے لوگوں تک پہنچے تھے تو چونکہ قرآن کا سننا نماز کے باہر بھی واجب ہے اور باہر کے لوگ سننے کی پابندی نہیں کر سکتے جس سے غنا لازم آئے گا۔

ازالہ شبہ

عرض یہ ہے، اگرچہ یہ رائے رہی ہے، لیکن احادیث صحیحہ سے جو قواعد فقہیہ زیادہ اہم آہنگ ہیں، ان کی روشنی میں یہ شبہ درست نہیں ہے، امام ابو جبر جصاص رازی الحنفیہ و افاقیہ القرآن فاستمعوا له وانصتوا کی تفسیر میں تاعدہ فقہ ذکر فرماتے ہیں (المؤمن فی سعة من الاستماع الیہ الا فی عبادة مفروضة) احکام القرآن ج ۳۰ ص ۳۲۰ جس کا حاصل یہ ہے کہ نماز کے علاوہ قرآن پاک سننے کے لئے یہ پابندی نہیں ہے بلکہ گنجائش ہے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بات کی نماز میں جہراً قرأت فرماتے تھے اور ازواج مطہرات اس وقت بیندین ہوتی تھیں، بعض اوقات جہر سے باہر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی جاتی تھی۔ اور بخاری اور مسلم کا ایک حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں رات کو پڑاؤ ڈالنے کے بعد سب کو فرمایا کہ میں نے اپنے اشعری و فقہائے سفر کی ان کی تلاوت کی آوازیں سے رات کے اندیسے میں پہچان لیا کہ ان کے شیخے کس طرف اور کہاں ہیں اگر یہ دن میں مجھے ان کے جلنے قیام کا علم نہیں تھا۔

اس واقعہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعری حضرات کو اس سے منع نہیں فرمایا کہ بلند آواز سے کیوں قرأت کی اور نہ سونے والوں کو ہدایت فرمائی کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو تم سب آٹھ بیٹھو اور قرآن سنو اس قسم کی ہدایات سے فقہاء نے خارج نماز کی تلاوت کے معاملے میں کچھ گنجائش دی ہے۔ معارف القرآن ج ۳ ص ۳۰۳

تحقیقات بالاسے سند بموجب ذیل امور واضح ہوئے :-

- (۱) قرأت سننے کا وجوب صرف نماز تک اور وہ بھی نمازی حضرات کے لئے ہے۔
- (۲) غلہ کے علاوہ تلاوت و قرأت سننے کا جو تک اختیار ہے اس پر غنا لازم نہیں ہوتا۔
- (۳) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کے زمانے میں قرأت و تلاوت کا یہ معمول رہا ہے جس سے دور و قریب کے لوگ مستفیض ہوتے تھے اس پر محقق قول یہی ہے جیسا کہ امام وازقی اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی تحقیقات سے معلوم ہوا، بلکہ امام امام ابن الندیم نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ نماز اور خلیفہ کے علاوہ کسی اور موقع پر سننا واجب نہیں ہے کیونکہ ہر ایک

براستی والصلوات (کائنات کا سرنام) اگر واجب کر دیا جائے تو حرج عظیم لازم آئے گا کیونکہ اس کا یہ تقاضا ہے کہ علم میں مشغول آدمی اس کے سنتے کے لئے بیٹا غلی مشغول ترک کر دے اور اسی طرح دیگر امور ضروریہ خواہ وہ فرضی ہو یا بطریق چھوڑ دے (حاصل ترجمہ) اہل علم حضرات کی تسکین و تطہین کے لئے عربی عبارت ملائم ہو
 * وحكى ابن المنذر الاجماع على عدم وجوب الاستماع والانصات في غير الصلاة والخطبة، وذلك أن الإجماعا على كل من يسمع أحدًا يقرأ فيه خرج عقيدته لأنه يقتضي أن يتوثق له المشتغل بالعلم عليه، والمشتغل بالحكم يحكمه، والمقتنعان مساو مقهرا وتعاقد هما وكل ذي شغل شغله " تفسیر المنار ج ۹ ص ۵۵۲-۵۵۳

جب تکریر کردہ دلائل سے معلوم ہوا کہ لغوی معنی کی روشنی میں دینی یا تقریر تلاوت یا قرأت کی آواز مسجد سے باہر جاسکتی ہے اور اس کا سنتا اور نہ اس تک پہنچانے کا اہتمام کرنا دلائل شرعیہ کی روشنی میں درست ہے تو اب کوئی فتویٰ یا تحقیق اس کے مقابلے میں شرعی حیثیت نہیں رکھتی، جس کے دلائل اور وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:
 (۱) لغوی معنی کے مقابلے میں قیاس اور آراء کا اختلاف شرع ہونا اصول فقہ کا مشہور مسلک ہے، اصول مرقسی ج ۲ ص ۱۲۹، الملل والنحل ج ۱ ص ۲۱۰
 (۲) الغنی فی اصول فقہ ص ۲۹ صاحب ہدایہ نے سینکڑوں مقامات پر مرن القیاس عند الاثر کہہ کر ہی اصول واضح فرمائے ہیں۔

(۳) ہمارے امام ابو حنیفہؒ بلکہ دیگر ائمہ ثلاثہ سے بھی مروی ہے کہ اگر ہماری تحقیق اور قول کے مقابلے میں حدیث صحیحہ ملے تو وہ میرا مذہب ہوگا۔

"إذا صح الحديث فهو مذهبي" کا مقولہ ان بزرگوں کی طرف سے منقول اور معتبر کتب میں شہرت پا چکا ہے۔ بعض تفصیلات کے لئے علامہ ابن عابدینؒ عنایت

میں مفتی شام کے "آداب رسم المفتی" ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں بخود سیم ۱۰۰ ذی ۱۴۰۲
 (۴) فقہائے مسلمہ اصول کے پیش نظر اور شرعیہ سے جو تحقیق قول سامنے آیا وہ اصل مذہب ہوتا ہے، اس کے بعض اہل علم کی طرف سے علامہ ابن عابدینؒ نے رسم مفتی میں اشارہ فرمایا ہے:

اس قانون کے پیش نظر صاحبین کا اختلاف فقہ حنفی میں پایا جاتا ہے۔

(۵) چنانچہ صاحبین کا قول یا امام زفرؒ یا امام حسن بن زیادؒ کے اقوال پر مبنی اور قوی ہونے کی وجہ سے فتویٰ موجود ہے اور وہ عین مذہب حنفی ہے۔

(۶) امام العصر حضرت مولانا سید محمد نور شاہ صاحب کا شیرازی جنہیں حق تو لانا شائے حدیث و فقہ کی امارت کا درجہ عطا فرمایا تھا اور جنہوں نے اپنی تشہیدات

بصیرت اور ملکات سے سینکڑوں سال تک دنیا حنفیت کو مسلح فرمایا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ اگر نوادر اور شاذ روایت بھی حدیث صحیحہ کے مطابق ہوں تو میں اس پر

فتویٰ دینا چاہتا ہوں اور یہ حنفی مذہب ہی ہوگا۔ ملائکہ ہونے یا باری شرح ابن عری، دیگر فقہائے کرام نے بھی سمجھا ہے۔ ان الاعتبار بقوة الدلیل بتورہم اللہ مفتی

(۷) جمل سورہ اتفاق سے اکثر دلائل اول میں براہ راست ذمہ دار اور صاحب استعمال مفتی کو نکھنا کم پڑتا ہے۔ اکثر معین اور حدیث العہد بالتحقیق والاکر

اجوبہ نکھتے ہیں جن کی عدم عمارت اور قلت واقفیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، ورنہ جن بزرگوں کو خود تحقیق کرنے کا موقع ملے گا تو انہوں نے واقعی تحقیق

لاحق اور فرمایا ہے۔ چنانچہ زیر بحث مسئلہ کے بارے میں جب فقہ وقت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ آلاء جدیدہ کے نام سے جو تحقیق

فرمائی ہے وہ ہمارے مدعا کی دین اور اپنی نظر آپ ہے۔ چنانچہ حضرت خود فرماتے ہیں، وعظا تقریر مدرس اور تدوین وغیرہ میں آلہ مکبر الصوت (لاؤ ڈا اسپیکر)

کا استعمال ایسا ہی جائز ہے جیسے سفر حج میں موٹر ہوئی جائز لایا جائے اور جہانگیر کے
بیم کا آلات جدیدہ ص ۱۹

حضرت مفتی صاحب کی یہ تحقیق اس قسم کے مغالطوں سے بچنے کے لئے اپنی
حقیقت رکھتی ہے اور جن علماء و فقہاء کو خود کھانا پڑایا مسئلہ پر غور کرنے کا موقع
ملنا نہ ہوں نے بھی درست اور صحیح فتویٰ لکھئے، جیسا کہ آگے چل کر حضرت مولانا
مفتی رضا الرحمن صاحب کے ایک تحریر کردہ فتویٰ پر اسناد العالم نقیبہ العصر
محدث اعظم مفتی اعظم حضرت الاستاذ مولانا مفتی ولی حسن صاحب دامت برکاتہم
کی تصدیق و تصویب کے ساتھ ہم عرض کرنے والے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امور مشرورہ میں بجا آئندہ ذکرنا بہت بڑا گناہ اور مجرم ہے۔

جیسا کہ دلائل شرعیہ سے واضح ہوا کہ لاڈل اسپیکر خواہ مجس کے اندر موجود
سامعین کے لئے ہو یا سمجھ کے باہر کے لوگوں کو سننے کے لئے ہو، جائز اور درست
ہے اور عرب و عجم کے علماء کرام اور مسلمانوں کا اہل ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں
پھر بھی اس کے خلاف استفادہ کرنا اور اشتہارات اور پوسٹرز لگانا بجا سختی اور
دینیات میں مداخلت کے مترادف ہے جس کا ارتکاب شرعاً ناجائز ہونا لازم ہے
یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اگر کسی کی طبیعت کڑی وغیرہ کے پیش نظر وہ اس کا عمل
نہیں کر سکتا، تو وہ معاف ہے۔ چنانچہ حکمِ لائٹ حضرت مولانا اشرف علی
تھانوی خانقاہ کے اندر اپنے بیان کے بلند آواز سے بھی گڑبڑ طبع محسوس فرماتے
تھے اچھا بخیر فرماتے ہیں بعض مرتبہ جمع کثیر ہونے کی وجہ سے تقریر میں آواز بلند
ہو جاتی ہے اور یہ امر طبعی ہے جی چاہتا ہے کہ سب سنیں جو اس کا اثر دیر تک دماغ
پر رہتا ہے یہ بھی ایک تکلیف ہے۔ الا فاضات الیومیہ من مغلفات حکیم الوفا

غور فرمانے کا مقاصد ہے کہ حضرت کو اپنی تقریر میں اپنی آواز کے بلند ہونے
کے تکلیف اور گرائی ہوتی تھی، سگر افلق بوقت سے متعین ہونے کی برکت سے
فرماتے ہیں کہ جی چاہتا ہے کہ سب سنیں۔ واقعی ہمیں حق تعالیٰ شانہ خبر کے
اور اس سے نوازیں، احکام ہی حال ہوتا ہے مگر کچھ کی بات یہ ہے کہ حضرت نے تو اس
عوام سمجھتے ہیں اور وہ اس کے خلاف کوئی حکم صادر فرماتے ہیں، یہ شریعت کے
جامع ہونے کی ایک واضح مثال ہے اور طبیعت کی وجہ سے مسائل دین میں سختی
پیدا کرنا احادیث مبارکہ کی روشنی میں عظیم جرم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے۔ (ان اعظم المسلمین جہا من سن عن شیء لم یحرم فحرم لاجل مسئلتہ)
بخاری ج ۲ ص ۲۰۱ حدیث ۲۵۹۹ شرح حدیث میں سے اس حدیث کی شرح میں
جس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر مسلمانوں میں سب عظیم
مجرم وہ شخص ہیں جو کسی دین چیز کے بارے میں سوال کرنے کو حرام نہ ہوں اور اس کے سوال
کی وجہ سے وہ عوام ہوجائے۔ حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی اس کی شرح میں
فرماتے ہیں (ان السؤال عن الشئ بحیث یصیر سبباً لتعمیر شیء مباح
هو اعظم العیوم لانه صار سبباً لتفتیق الا مری علی جمیع المخلفات
فاقتل مثلاً کبیرة وکن مضروقة راجعة الی المقتول وھذا اولی
من هو منہ بسبیل بخلاف صورة المسئلة فضررہ عام لا یجیح)
فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۰ مش ۲۶۹ حافظ کی شرح کا حاصل یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کے
بارے میں سوال کرنا جو کسی مباح یعنی جائز کام کو ناجائز بنانے کی وجہ سے بہت بڑا
جرم ہے کیونکہ اس طرح مسلمانوں کے ساتھ سنگی اور سختی پیدا ہوگی۔ سوتل بھی ایک گناہ
ہے سگر۔ بحوالہ فقہان جن مقتول یا وہ قاتل قتل ہے ان کو پہنچانے میں جرم سوال کرنے

میں تمام مسلمانوں کے ساتھ سختی کرنا اور ان کا نقصان کرنا ہے مزید ملاحظہ فرمائیے
ج ۱۲-۱۳ ج ۲۵ ص ۳۳۳ ارشاد الساری ج ۱۰-۱ ص ۳۳۳ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱-۲ ص ۳۳۳
حق تعالیٰ شانہ سب مسلمانوں کو نیکی پر ہدایت لازم کے لہذا کتاب سے محفوظ رکھنا
یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہؓ میں سے اگر کسی سے باوجود اخلاص نیت کے کہیں سختی
اور تشدد ہو جاتی تو حضرات صحابہؓ اس کو ناپسند فرماتے تھے اور تشدد کرنے والے کو
منع فرماتے تھے اعلاۃ حلقہ ہو بخاری ج ۱-۲ ص ۳۳۳ کان ابو موسیٰ الاشعرہؓ
یشدد فی البول الخ۔ فقال عذیبہؓ: لیت کاسک کے الفاظ صریح موجود ہیں۔
حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اسی کی شرح میں فرماتے ہیں: دیکھئے،
متخوذ عن البول شریعت ہے اس وجہ سے طلب ہے کہ اس میں کوتاہی کرنے پر
وعید شدید بھی لازم ہے اور ایسا مبالغہ فی التثویہ آسانی سے ممکن بھی ہے کیونکہ غیثی
قاریہ کی ہر غلہ کو میسر ہو سکتی ہے مگر پھر بھی نہ معنوا قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کا اہتمام فرمایا، نہ حضرات صحابہؓ نے اور اگر حضرت ابو موسیٰؓ نے غلبہ حال سے اس کا
اہتمام بھی کیا تو حضرت حدیث نے ان پر تکرار فرمایا اور حضرت ابو موسیٰؓ نے نہ ہی تکرار کیا
کلام فرمایا، نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی رائے دی "اس سلسلے میں مزید فرماتے ہیں" تو
اس میں ایسا مبالغہ کرنا اور اس کی اشاعت کا اہتمام کرنا یسری الدین کے
سر مغلاف ہے فی ہذا کفایۃ لمن طلب الحق۔ لہذا الزاد ص ۳۳۳
حضرات صحابہؓ کے ان ارشادات کی روشنی میں حضرت تھانویؒ کی شرح و
تفصیل سے جائز کرنا جائز کرنے والوں انہما اس سلسلے میں نشر و اشاعت کرنے والوں
کو دیدہ و نہایت کھول دینا چاہیے کہ کہیں نیکی یا اذیت کا طوق اپنے گلے میں آویزاں
نہ ہو؟ ص اپنے من میں ڈوب کر یا جا سزا زندقہ
تو اگر سب سے نہیں بستا نہ ہی اپنا حق

آخری وصاحت:

پیش کردہ تفصیل اور دلائل سے جیسا کہ پڑھنے والے حضرات پر یہ واضح
ہو چکا ہے کہ لاڈلہ سپیکر کے ذریعے مناسب اوقات میں تلاوت یا درس و تقریر
بالکل جائز اور شریعت اور وقت کا عین تقاضا ہے۔ جو حضرات اس سلسلے میں
آواز کو مسجد یا کسی دوسری مجلس تک محدود رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اور باہر کے لوگوں
تک آواز کو نہ پہنچانے کا اہتمام کرنا جائز سمجھتے ہیں، ان کے اس کہنے کا غلط ہونا
ان شرعی دلائل کی روشنی میں بغیر تعالیٰ واضح ہو چکا ہے۔ تبلیغ مزید کے طور پر
یہ عرض کرنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ جن حضرات نے اس سلسلے میں جو کچھ کھلے انہوں
نے محرمات کی علت اذیت بتائی ہے جیسا کہ ایک صاحب علم سے ایک گفتگو
کے دوران یہ معلوم ہوا تھا۔ سو عرض ہے کہ ہمارے سابقہ تحقیق و تحریر سے
یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یہ علت اصول دین کی روشنی میں کا عدم ہیں اگر
بالغرض یہ علت درست ہوتی تو ہم ایذا رجب مسجد کے اندر درس یا بیان ہوتا تو
بھی موجود ہوتا ہے کیونکہ مسجد کے اندر والے لاڈلہ سپیکر کے استعمال کے یہ حضرات
خود بھی قائل بلکہ اس پر عمل پیرا ہیں جیسا کہ ان کی تحریرات اور اعمال سے ظاہر
کیونکہ درس و بیان، وعظ یا تقریر نمازوں کے اوقات ہی میں ہوتے ہیں غیر
اوقات نماز میں عمل کسی کا نہیں ہے اور تقریباً تمام اوقات میں نماز پڑھنے والے
آتے رہتے ہیں اور از روئے شرع چونکہ وہ بیعت نماز ہی مسجد میں آتے ہیں
اور اس وقت کا سب سے بڑا فریضہ بھی نماز ہی ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کو نماز
پڑھنے سے نہیں منع کیا جاسکتا، تو بیان یا درس سے یقیناً ان کی نماز میں حرج
واقع ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ایذا کی علت متحقق ہوتی ہے کیونکہ مسجد سے
باہر کھلے کے لوگ تو بھلے معنی کے کمرے میں، یا کمرے کے کچن دروازہ اور کھڑکی بند

کر سکتے ہیں لیکن مسجد میں آگے والے بعد میں نماز پڑھنے والوں کو سخت اذیت
 کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو پھر مسجد کے اندر بھی ان کی تحقیق کے مطابق دستریا تقریر
 ناجائز ہونا چاہیے، ورنہ انکے اس کے ماننے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہے، خود
 جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
 اجمعین کے ہاں بھی اوقات نماز میں ذکر و تعلیم کا سلسلہ اوقات نماز میں رہتا
 تھا، جیسا کہ گذشتہ تقریرات سے معلوم ہوا ہے۔ اہل علم کے مزید اطلاع کے لئے
 بخاری شریف، ج ۱۔ ۱۔ مسئلہ باب الذکر بعد الصلوۃ اور ان رفع الصوت
 بالذکر میں بنصرہ الناس من المکتوبۃ کان علی عبد اللہ بنی
 صلی اللہ علیہ وسلم و قال ابن عباس کنت اعدوا اذا انصرفوا
 بذات اذا سمعتمہ۔ پر غور کرنا کافی ہے۔ اگر کسی نے مزید تفصیل دیکھنے ہو تو۔
 ہذا الجہود۔ ج ۱۔ ۱۔ مسئلہ المدخل ج ۱۔ ۱۔ مسئلہ البرہان فی علوم
 القرآن۔ ج ۱۔ ۱۔ مسئلہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

بلکہ مسجد سے باہر کے لوگوں کے سکون سے زیادہ مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے
 سکون کا لحاظ ضروری ہے۔ قنادی عالمگیری کی وضاحت کافی ہے (وذا مناسق
 المسجد کان للمصلی ان یزیج القاشد عن موضعہ یصلی فیہ ولان کان
 مستغلا بالذکر والدرس او قراۃ القرآن او الاعتکاف۔ فتاویٰ
 عالمگیری۔ ج ۵۔ ۵۔ مسئلہ ۳۳۳۔ جز بحیرہ اشارات خالص اہل علم کے لئے ہیں
 اس لئے ترجمہ کی ضرورت نہیں تھی۔ ان تمام باتوں کے باوجود مدین اور تقریر
 بیان اور وعظ مساجد میں اسلام کے دوروں سے آج تک بغیر تعالیٰ جاری
 ہیں۔ سو معلوم ہوا کہ ارادۃ نفع رسانی کا ہوا اور مقصد اصلاح تعلیم و تبلیغ دین
 اس قسم کے علما غیر ملکیوں کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، اور اصول کا مشہور ورق النور

۱۔ الامور بمقاصد ۱۱۱۔ الاشیاء والنظام۔ ج ۱۔ مسئلہ نافذ العمل ہوتا
 ہے۔ ہم نے از حد کوشش کی کہ بات مختصر اور مدلل اور سلف و خلف کے مستفید
 موقت کی روشنی میں جو میں کی وجہ سے سینکڑوں دلائل ضبط تقریر میں نہیں لاسکے،
 جو کچھ لکھا گیا ہے گو مختصر ہے مگر امید ہے کہ طالبان تحقیق کے لئے باعث تسلی و تسخنی
 اور علماریں کہنے کے لئے اطلاع بین کا باعث ثابت ہوگا، اس سلسلے میں فقیر العالم
 محدث، معلم و مفتی اعظم پاکستان استاذنا المکرم حضرت مولانا مفتی ولی محمد صاحب
 دامت برکاتہم کا مصدقہ فتویٰ حرف آخر اور قول فیصل کی حیثیت سے پیش خدمت
 ہے۔ ترجمانہ دہال کے لئے تکمیل اور مقاصد کے لئے تنہیم اور طالبان حق کے لئے
 بشیر اور نعمت عظمیٰ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وبالله التوفیق

کتبہ
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نامہ اور نامہ اور نامہ
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ مسجد میں بعد از نماز درس قرآن کریم و مسائل دینیہ کے بیان کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیسا ہے؟ جبکہ اکثر حضرات مسنوں سے فارغ ہو چکے ہوں، جبکہ اہل محلہ بھی درس قرآن لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سنتے ہیں، بعض حضرات درس و تقریر لاؤڈ اسپیکر سے حرام سمجھتے ہیں، اگر یہ حرام ہو تو کس پورے نکتہ کے خطباء جو مجدد و خیر کی تقریریں لاؤڈ اسپیکر سے کرتے ہیں حرام کے مرتکب ہیں؟ اگر ہوں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

جینوا و تورین۔ المستفتی

مزل حسن عفی عنہ

۲۹۔ ۸۔ ایس ایپارٹمنٹ گلشیاں اقبال

کراچہ

بسمہ تعالیٰ

الجواب

مذکورہ بالا صورت میں جب اہل محلہ اور مسجد کے ارباب بہت و کثرت لاؤڈ اسپیکر سے تقریر و درس قرآن سننے کا شوق رکھتے ہیں تو لاؤڈ اسپیکر سے تقریر اور درس قرآن لینے میں کوئی حرج نہیں، شرعاً ہر اس جائز ذریعہ کو استعمال کرنا جائز ہے، جس سے دین کی تبلیغ زیادہ سے زیادہ ہو جائے۔ لاؤڈ اسپیکر سے یہ تبلیغ زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے، غراتین اور کمزور حضرات جو مسجد تک نہیں آسکتے، درس و تقریر کے سرچشمے سے مستفیض ہو جاتے ہیں۔

نیز اگر لاؤڈ اسپیکر کی آواز متوسط اور درمیانی رکھی جائے تو باہر سننے والوں پر

جو جھجھکی نہیں پڑتا۔ ہاں اگر تقریر و درس قرآن ایسے وقت میں دے دیا جائے جو لوگوں کے سونے کا وقت ہو اور عام لوگ سو رہے ہوں تو مکروہ ہے۔ نیز اگر نمازیوں کا جم غفیر نماز میں مشغول ہو اور درس دیا جائے تو یہ بھی مکروہ ہے۔ جو حضرت لاؤڈ اسپیکر سے درس و تقریر کو حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب سمجھتے ہیں ان کو دلیل قطعی بیان کرنا چاہیے کہ حرام کے ثبوت کے لئے دلیل قطعی ہونا چاہیے نیز اگر درس و تقریر لاؤڈ اسپیکر سے گناہ کبیرہ ہو جائے تو ملک کے تمام خطباء جو لاؤڈ اسپیکر سے تقریریں کرتے ہیں، گناہ کبیرہ کے مرتکب قرار پائیں گے اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے تو یہ کس کی نماز کی خیر نہیں ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: عبادات غیر مقصودہ، وعظ، تقریر، درس و تدیس وغیرہ میں آواز بکرا الصوت کا استعمال ایسا ہی جائز ہے جیسے سفر حج میں موٹر و ہوائی جہاز

آلات جدیدہ مشابہ

ابستہ یہ ضرور ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو حدود و شریعت میں رکھا جائے

نقطۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سببہ: رضا الحق صاحب

۱۲۰۰
۱۸

الحرم
الحرم

الباقی فی کتابہ
الحرم





جامعہ عربیہ احسن العوم کے شعبہ نشر و اشاعت (الیکٹرونکس میڈیا) سے

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ العالی
کی حسب ذیل تقاریر دستیاب ہیں۔

دورہ تفسیر کے مکمل سیشن

جمعۃ المبارک کی تقاریر کے سیشن

جمعۃ المبارک کے بعد فقہی مجلس میں سوالات و جوابات کی نشست کی سیشن

۲۰۰ گھنٹے کے دورہ تفسیر کے بیانات صرف دو CD میں دستیاب ہیں۔

کمپیوٹر CD، M.P.-3